ازعدالت عظمیٰ

ریاست اتر پردیش اور دیگر

بنام

آؤدھ نارائن سنگھ اور دیگر۔

[پی۔بی۔گجیندرگڈکر،سی۔جے۔، کے۔این۔وانچو، جے۔سی۔شاہ،

این۔راجگوپالا آیانگر اور ایس۔ایم۔سکری، جے۔جے۔]

سرکاری نوکر۔مالک اور نوکر کا رشتہ۔کیا تحویلدار سرکاری نوکران ہیں۔کیا آرٹیکل 311 (2) ان پر لاگو ہوتا ہیں۔آہین ہند کا آرٹیکل۔(2)311

مدعا علیہ کو 1949 میں ریاست اتر پردیش کے ضلع اعظم گڑھ میں تحویلدار مقرر کیا گیا تھا اور اس نے اس ضلع کے سرکاری خزانے کے کیش ڈیپارٹمنٹ میں کام کیا تھا۔ان کی تقرری سرکاری خزانچی نے ضلع کے کلکٹر کی منظوری سے کی تھی۔1956 میں انہیں کلکٹر کی ہدایت پر ملازمت سے ہٹا دیا گیا۔انہوں نے ہائی کورٹ میں ایک رٹ پٹیشن دائر کی جس میں انہوں نے انہیں ملازمت سے ہٹانے کے حکم کی قانونی حیثیت کو اس بنیاد پر چیلنج کیا کہ وہ ریاست اتر پردیش کی سول سروس کے رکن تھے یا ریاست کے تحت سول عہدے پر فائز تھے اور اس لیے آئین کے آرٹیکل 311 (2) کے تحت ان کے خلاف کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ بتانے کا معقول موقع فراہم کیے بغیر ملازمت سے ہٹائے جانے کے ذمہ دار نہیں تھے۔ہائی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مدعا علیہ ریاستی حکومت کا ملازم تھا اور چونکہ آرٹیکل 311 (2) کی دفعات کا مشاہدہ نہیں کیا گیا تھا، اس لیے اس کی خدمات کو ختم کرنے کا حکم غیر قانونی تھا۔اپیل کنندہ خصوصی اجازت کے ذریعے اس عدالت میں آیا ہے۔

اس عدالت کے سامنے صرف یہ سوال اٹھایا گیا تھا کہ کیا ریاست اتر پردیش میں کیش ڈیپارٹمنٹ میں مقرر کردہ تحویلدار ریاست اتر پردیش کا سرکاری ملازم ہے یا ریاست میں سول عہدے پر فائز ہے۔اپیل کو مسترد کرتے ہوئے،

منعقد کیا گیا: مدعا علیہ ریاست اتر پردیش کا سرکاری ملازم تھا اور چونکہ آرٹیکل 311(2) کے تقاضوں کے مطابق نہیں تھا، اس لیے اس کی خدمات کو ختم کرنے کا حکم غلط تھا۔

سرکاری خزانچی ریاست کا ایک سرکاری ملازم ہوتا ہے جو ایک مخصوص عہدے پر فائز ہوتا ہے اور اسے اپنی ملازمت کی شرائط کے مطابق اپنے فرائض کی انجام دہی میں مدد کے لیے تحویلداران کو ملازمت دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ تحویلداران کو معاوضے کی ادائیگی خدمات کے لیے ہوتی ہے۔ ریاست کے ضلعی خزانے کے کیش ڈیپارٹمنٹ میں پیش کیا گیا تحویلداران اپنا معاوضہ براہ راست ریاست سے وصول کرتے ہیں اور منتقلی، ہٹانے اور تادیبی کارروائی کے معاملے میں ضلعی افسران کے کنٹرول میں ہوتے ہیں۔ تحویلداران کی ملازمت ریاست کے کام کو انجام دینے کے مقصد کے لیے ہونے کی وجہ سے، اگرچہ ایک حد تک کنٹرول سرکاری خزانچی کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے اور تقرری پہلی بار ضلع افسران کی منظوری کے ساتھ خزانچی کے ذریعے کی جاتی ہے، تحت آٹیکل 311 کے تحفظ کا حقدار ہے۔

چاہے کسی دیئے گئے معاملے میں، مالک اور نوکر کا رشتہ موجود ہو، یہ حقیقت کا سوال ہے جس کا تعین اس سوال پر اثر انداز ہونے والے تمام مادی اور متعلقہ حالات پر غور کرنے پر کیا جانا چاہیے۔ عام طور پر، آجر کی طرف سے انتخاب، اس کی طرف سے معاوضے یا اجرت کی ادائیگی، کام کے طریقہ کار پر قابو پانے کا حق اور ملازمت سے معطل یا ہٹانے کا اختیار مالک اور نوکر کے تعلقات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ تاہم، ان تمام اشاروں کے بقائے باہمی کی پیش گوئی ہر معاملے میں مالک اور نوکر کے رشتے کو ایک بنانے کے لیے نہیں کی جاتی ہے۔ ملازمت کی خصوصی کلاسوں میں، خدمت کا معاہدہ موجود ہوسکتا ہے، یہاں تک کہ ان میں سے ایک یا زیادہ اشارے کی عدم موجودگی میں بھی۔ لیکن عام طور پر، کام کرنے کے طریقہ کار کو کنٹرول کرنے کے آجر کے حق اور نگرانی اور کنٹرول کے اختیار کو مالک اور نوکر کے تعلقات کی مضبوطی سے نشاندہی کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے، کیونکہ اس سلسلے میں نہ صرف کچھ کام کرنے کی ہدایت کرنے کا اختیار ہوتا ہے، بلکہ اس طریقے کو بھی ہدایت کرنے کا اختیار ہوتا ہے جس میں کام کیا جانا ہے۔ اگر آجر کے پاس ایسا اختیار ہے، تو پہلی نظر میں، رشتہ مالک اور نوکر کا ہے۔

شیوانندن شرما بمقابلہ پنجاب نیشنل بینک لمیٹڈ۔ [1955] 1 ایس۔سی۔آر۔ 1427، دھرنگدھارا کیمیکل ورکس لمیٹڈ بمقابلہ اسٹیٹ آف سوراشٹرا [1957] ایس۔سی۔آر۔ 152 اور میسرز پیارے لال ادیشور لال بمقابلہ کمشنر انکم ٹیکس، دہلی [1960] 3 ایس۔سی۔آر۔ 669۔

سول اپلیٹ حد اختیر: 1963 کی سول اپیل نمبر 120۔1957 کی خصوصی اپیل نمبر 204 میں الہ آباد ہائی کورٹ کے 13 دسمبر 1960 کے فیصلے اور فرمان سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل۔

اپیل گزاروں کی طرف سے سالیسیٹر جنرل آف انڈیا مسٹر ایچ این سنیل اور سی پی لال۔

جواب دہندگان کے لیے ایم سی سیتلواڈ اور جے پی گوئل۔

9 مارچ 1964۔ عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا۔

شاہ، جے- اودھ نارائن سنگھ- جسے اس کے بعد 'سنگھ' کہا جاتا ہے- کو 1949 میں ریاست یو۔ پی کے ضلع اعظم گڑھ میں ایک تحویلدار مقرر کیا گیا تھا اور اس نے اس ضلع کے سرکاری خزانے کے کیش ڈیپارٹمنٹ میں کام کیا۔ سنگھ کی تقرری سرکاری خزانچی دھنپت سنگھ ٹنڈن نے ضلع مجسٹریٹ کی منظوری سے کی تھی۔ 20 اپریل 1956 کے حکم نامے کے مطابق سنگھ جو اس وقت ضلع اعظم گڑھ کی تحصیل لال گنج میں ذیلی خزانے میں تحویلدار کے طور پر کام کر رہے تھے، کو بتایا گیا کہ انہیں کلکٹر کی ہدایت پر ملازمت سے ہٹا دیا گیا ہے۔ ہٹانے کے حکم کے خلاف، سنگھ نے کلکٹر کے پاس اپیل کو ترجیح دی لیکن اسے مسترد کر دیا گیا، اور بنارس ڈویژن کے کمشنر کو کی گئی نمائندگی ناکام رہی۔ اس کے بعد سنگھ نے الہ آباد میں ہائی کورٹ آف جوڈیکیچر میں آئین کے آرٹیکل 226 کے تحت ایک عرضی بغرض کالعدم کرنے حکم جو اس کے خلاف ہٹانے کے لیے اجراء کیا گیا۔ اور مینڈمس کی رٹ یا اعظم گڑھ کے کلکٹر کو حکم دیا جائے اور ریاست اتر پردیش، سرکاری خزانچی دھنپت سنگھ ٹنڈن اور بنارس ڈویژن کے کمشنر کو حکم دیا گیا کہ وہ انہیں اعظم گڑھ ضلع کے لال گنج میں ذیلی خزانے میں تحویلدار کے طور پر سمجھیں۔ سنگھ نے دعوی کیا کہ وہ ریاست اتر پردیش کی سول سروس کے رکن تھے یا ریاست کے تحت سول عہدے پر فائز تھے، اور آئین کے آرٹیکل 311 (2) کے تحت ان کے خلاف کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ بتانے کا معقول موقع فراہم کیے بغیر ملازمت سے ہٹائے جانے کے ذمہ دار نہیں تھے۔ مہروترا جسٹس، جس نے عرضی کی سماعت کی، نے فیصلہ دیا کہ سرکاری خزانچی ریاست کا ملازم ہونے کے ناطے، ایک تحویلدار جسے سرکاری خزانچی نے ریاستی حکومت کے کنٹرول کے تابع ریاست کی طرف سے تفویض کردہ کام کو انجام دینے کے لیے تعینات کیا تھا، ریاستی حکومت کا ملازم تھا، اور ہٹانے کا متنازعہ حکم کالعدم تھا کیونکہ سنگھ کو اس کے سلسلے میں کی جانے والی مجوزہ کارروائی کے خلاف وجہ ظاہر کرنے کا معقول موقع فراہم نہیں کیا گیا تھا۔

مہروترا جسٹس کے حکم کی تصدیق الہ آباد ہائی کورٹ کی اپیل میں کی گئی ہائی کورٹ کے خیال میں، سنگھ اور ریاست کے درمیان مالک اور نوکر کا کوئی براہ راست تعلق قائم نہیں ہوا کیونکہ سنگھ کو خزانچی نے مقرر کیا تھا، لیکن خزانچی کو ریاست کے کام کو انجام دینے کے لیے اسے ملازمت دینے کا اختیار حاصل تھا، سنگھ اتنا ہی ریاست کے کنٹرول میں تھا جتنا وہ خزانچی کے کنٹرول میں تھا اور اس لیے وہ ریاست کے تحت سول عہدے پر فائز ہونے اور آئین کے آرٹیکل 311 کا فائدہ حاصل کرنے کا دعوی کر سکتا تھا۔ ہائی کورٹ کے ذریعے منظور کردہ حکم کے خلاف، اس اپیل کو خصوصی اجازت کے ساتھ ترجیح دی جاتی ہے۔

جس سوال کا تعین کیا جانا ہے وہ یہ ہے کہ آیا ریاست اتر پردیش میں کیش ڈیپارٹمنٹ میں مقرر کردہ تحویلدار ریاست اتر پردیش کا سرکاری ملازم ہے یا ریاست میں سول عہدے پر فائز ہے۔ ریاست اتر پردیش میں، ضلعی خزانوں کے کیش ڈیپارٹمنٹ کے انتظام کے معاہدے ان افراد کو دیے جاتے ہیں جنہیں سرکاری خزانچی کہا جاتا ہے۔ خزانچی ضلع خزانے میں خاص طور پر بنائے گئے عہدے پر فائز ہوتا ہے: اس کا تقرر کلکٹر سیکرٹری خزانہ کی منظوری کے ساتھ کرتا ہے۔ مقرر ہونے پر، خزانچی اپنے فرائض کی مناسب کارکردگی کے لیے مشغولیت میں داخل ہوتا ہے، اور ریاست کے حق میں بانڈ پر عمل درآمد کرتا ہے۔ سرکاری خزانچی کی میعاد عارضی ہوتی ہے اور وہ چھٹی اور پنشن کے

مراعات کا حقدار نہیں ہوتا، لیکن وہ ریاست کے انتظامی کاموں سے منسلک مختلف فرائض انجام دیتا ہے۔اس کی تقرری کلکٹر کے ذریعے سیکرٹری خزانہ کی منظوری کے ساتھ کی جاتی ہے۔اسے اپنے سپرد کردہ جائیداد اور اس کے ساتھ اپنے لین دین کا سچا اور وفادار حساب برقرار رکھنا ہوتا ہے اور مقررہ کے مطابق ریٹرن جمع کرانا ہوتا ہے۔وہ حکومت کی شرائط، قواعد وضوابط اور محکمہ جاتی قواعد وضوابط کا بھی پابند ہے جو نافذ ہو سکتے ہیں، خاص طور پر اپنے ماتحتوں کے ساتھ اپنے تعلقات اور معاملات اور حق کے حوالے سے۔اسے اپنے فرائض کی انجام دہی کے مقصد سے سرکاری خزانے میں حاضر ہونا پڑتا ہے، اور جب بھی اسے سونپی گئی جائیداد پر بلایا جاتا ہے تو اس کو اپنے اعلیٰ افسران کو دکھانا پڑتا ہے۔ایک سرکاری خزانچی ایک آزاد ٹھیکیدار کے عہدے پر نہیں ہوتا ہے۔وہ محض ایک دیا ہوا نتیجہ پیش کرنے کا عہد نہیں کرتا ہے، بغیر اس شخص کے کنٹرول میں حقیقی عمل درآمد جس کے لیے وہ کام کرتا ہے۔وہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں ہے، اور اپنے کام کے طریقے، طریقہ کار اور انداز میں ریاستی حکومت کے زیر تابع ہے۔

ایک سرکاری خزانچی اپنے فرائض کی انجام دہی میں اس کی مدد کے لیے تحویلداران کی تقرری کا حقدار ہوتا ہے، لیکن تقرری ضلع کلکٹر کی منظوری سے کی جاتی ہے۔اصل میں تحویلداران کو براہ راست صوبے کی حکومت کی طرف سے ضلعی خزانوں میں فرائض کی انجام دہی کے لیے مخصوص عہدوں پر مقرر کیا جاتا تھا۔تاہم، 1927 میں، حکومت اتر پردیش، محکمہ خزانہ کے سکریٹری کی طرف سے 25 جولائی 1927 کا سرکاری حکم نامہ جاری کیا گیا تھا، جس میں کہا گیا تھا کہ ذیلی خزانوں میں تحویلداران کا تقرر ضلعی خزانے کے خزانچی کی نامزدگی پر کیا گیا تھا، جو ان کے کام اور دیانت داری کا ذمہ دار تھا، حکومت کا ارادہ یہ تھا کہ خزانچی جیسے ہی اس پر اعتماد کھو دے، وہ تحویلداران کی خدمات ختم کر دے، لیکن اس ارادے کو عملی جامہ پہنانا ممکن نہیں تھا، کیونکہ تحویلداران کو عام محصول سے ادائیگی کی جاتی تھی اور وہ کل وقتی سرکاری ملازم ہوتے تھے اور درجہ بندی کے قواعد کے ذریعے تمام سرکاری ملازمین کو دیئے جانے والے تحفظ کے حقدار تھے، اور تحویلداران کو ہٹانے کے لیے معمول کی تحقیقات کرنا مشکل تھا۔ان حالات میں، بہترین حل یہ تھا کہ تحویلداران کے عہدے کو ختم کیا جائے، خزانچی کے معاوضے میں تحویلداران کو دی جانے والی تنخواہ کے برابر رقم میں اضافہ کیا جائے اور اسے اپنے نوکروں کے ذریعے ذیلی خزانوں میں کام جاری رکھنے کا ذمہ دار بنایا جائے۔تاہم یہ تحفظات بنائے گئے تھے کہ خزانچی کو ضلعی افسر کی منظوری کے بغیر خزانے یا ذیلی خزانے میں کسی شخص کو ملازمت نہیں دینی چاہیے اور خزانچی، جب اس طرح کے ضلعی افسر کی ضرورت ہو تو بغیر کسی تاخیر کے اس طرح کے ملازم کو ہٹا دے گا۔اس سرکاری حکم نامے کے مطابق، مینول آف آرڈرس میں درج ذیل پیراگراف 1561 شامل کیا گیا تھا:

"ذیلی خزانوں میں تحویلداران اب سرکاری ملازم نہیں ہیں۔انہیں خزانچی ملازمت دیتا ہے جو اپنی تنخواہ اور چھٹی کی تنخواہ کو پورا کرنے کے لیے حکومت سے الاؤنس حاصل کرتا ہے۔تاہم خزانچی ضلعی افسر کی منظوری کے بغیر کسی شخص کو تحویلدار کے طور پر ملازمت نہیں دے گا۔خزانچی کسی تحویلدار کو ہٹائے گا یا اسے ایک تحصیل سے دوسری تحصیل میں منتقل کرے گا اگر ضلعی افسر کو کسی ایسی بنیاد پر ایسا کرنے کی ضرورت ہو جو مؤخر الذکر کی رائے میں اس طرح کے اقدام کا جواز پیش کرے"۔

تحویلدار کے عہدوں کو ختم کرنے کے بعد بھی حکومت اتر پردیش نے مستقل رویہ نہیں اپنایا اور وقتاً فوقتاً ایسے احکامات جاری کیے جو اس بات

کی نشاندہی کرتے ہیں کہ تقرری، ملازمت سے ہٹانے، معطّلی اور تبادلوں کے معاملے میں ضلعی افسران کی طرف سے تحویلداران پر کافی حد تک کنٹرول برقرار رکھا گیا تھا اور معاوضے، مہنگائی الاؤنس کی ادائیگی اور کچھ طبی فوائد فراہم کرنے کے معاملے میں تحویلداران کے ساتھ ریاست کے دیگر سرکاری ملازمین کے برابر سلوک کیا جاتا تھا۔ 9 دسمبر 1939 کو تحویلداران کو سرکاری خزانے سے براہ راست معاوضے کی ادائیگی کے لیے ایک سرکاری حکم جاری کیا گیا۔ حکومت کے نوٹس میں آیا تھا کہ خزانچیوں کے کیشیئر عملے کو مکمل رقم کی رسیدیں حاصل کرنے کے بعد حکومت سے ان کے کھاتے میں موصول ہونے والی رقم سے کم ادائیگی کی جاتی ہے۔ اس لیے یہ ہدایت کی گئی کہ خزانچی ایک بیان تیار کرے جس میں عملے کی تنخواہوں کو تفصیل سے دکھایا جائے ،لیکن تنخواہوں کی ادائیگی متعلقہ افراد کو ٹریژری آفیسر ذاتی طور پر کرے اور ان کا اعتراف کیا جائے۔ 1945 میں اتر پردیش کی حکومت نے یکم اپریل 1945 سے سرکاری خزانوں کو خزانوں کے کیشیئر عملے کی تنخواہ کے لیے دیا جانے والا الاؤنس بڑھا دیا۔ "پیراگراف 3 (اے) کے ذریعے مستقل تحویلداران کے فائدے کے لیے ریٹائرمنٹ پر گریچوئٹی کی ادائیگی کے لیے ایک اسکیم بھی وضع کی گئی تھی۔ یہ شرط رکھی گئی تھی کہ جب کوئی مستقل تحویلدار ریٹائر ہو تو اسے ملازمت کے ہر مکمل سال کے لیے ایک ماہ کی تنخواہ کی گریچوئٹی دی جائے گی، جو زیادہ سے زیادہ 25 سال کی مکمل سروس کے تابع ہوگی، گریچوئٹی مستقل عہدوں پر فائز افراد اور مستقل طور پر مقرر ہونے پر مستقبل میں داخل ہونے والوں کے لیے بھی قابل قبول ہوگی، لیکن اس صورت میں نہیں جب کسی تحویلدار کی خدمت یا تو غیر تسلی بخش پائی گئی ہو، یا اگر اس نے استعفی دے دیا ہو یا اسے ملازمت سے ہٹا دیا گیا ہو یا اسے ملازمت سے برخاست کر دیا گیا ہو۔ گریچوئٹی اسی طرح ادا کی جاتی تھی جس طرح تحویلدار کو تنخواہیں ادا کی جاتی تھیں، اور سرکاری خزانچروں کی تنخواہ میں اضافے کی وجہ سے دفعات اور خزانوں کے کیشیئر عملے کی تنخواہ کے لیے قابل ادائیگی الاؤنس اور کیشیئر عملے کو گریچوئٹی کی گرانٹ کے لیے بجٹ میں بالترتیب 25"- جنرل ایڈمنسٹریشن - بی - ڈسٹرکٹ ایڈمنسٹریشن (اے) جنرل اسٹیبلشمنٹ، اسٹیبلشمنٹ کا تنخواہ - کنٹریکٹ اور اضافی کنٹریکٹ اسٹیبلشمنٹ" اور 55"- ریٹائرمنٹ الاؤنس اور پنشن اور گریچوئٹیز ووٹ" کے تحت کی گئی تھی۔ حکومت کے جوائنٹ سکریٹری کی طرف سے 17 جون 1953 کو لکھے گئے ایک خط کے ذریعے، اضلاع کے کلکٹروں کے نوٹس میں یہ لایا گیا کہ سرکاری خزانچیوں نے ان کے ماتحت کام کرنے والے تحویلداران کی خدمات کو اس طرح کی کارروائی کو جواز پیش کرتے ہوئے کافی وجوہات کے بغیر اکثر ختم کر دیا تھا اور ایسے عملے کو ہراساں کرنے کی کوششیں کی گئی تھیں اور یہ کہ سرکاری خزانوں کی طرف سے اس طرح کی من مانی کارروائی کے نتیجے میں ان ملازمین کو مشکلات کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ اس لیے حکومت نے کلکٹروں کو مطلع کیا کہ وہ خزانوں کے نوٹس میں لائیں کہ اس طرح کی کارروائی کا منفی نوٹس کا امکان ہے کہ مستقبل میں حکومت کی طرف سے یہ لیا جائے گا اگر یہ ثابت ہو جائے کہ سرکاری خزانچی اپنے عملے کے ساتھ اپنے معاملات میں سختی میں ملوث تھے۔ اعظم گڑھ کے کلکٹر کی طرف سے یہ بھی درج کیا گیا کہ ایسی مثالیں ان کے نوٹس میں آئی ہیں جن میں خزانوں کے کیش ڈپارٹمنٹ میں ملازمین کی خدمات کو ان کے خلاف مخصوص الزامات مرتب کیے بغیر یا وضاحت حاصل کیے بغیر من مانی طور پر ختم کر دیا گیا تھا، اور یہ حکم دیا گیا تھا کہ مستقبل میں جب کیش ڈپارٹمنٹ میں ملازمین کی خدمات کو ختم کیا جانا تھا، تو ان کی معطّلی کی رپورٹ بنائی جائے اور ان کے خلاف مخصوص الزامات بنائے جائیں اور انہیں الزامات کی وضاحت کے لیے

وقت دیا جائے اور ماتحت عملے یا خزانچی کی من مانی کارروائی کے نتیجے میں ان کی خدمات کو ختم نہیں کیا جائے۔ حال ہی میں 1959 میں بھی احکامات جاری کیے گئے ہیں، جس کے ذریعے تحویلداران کے مہنگائی الاونس کے پیمانے پر نظر ثانی کی گئی اور مفت طبی حاضری کے لیے کچھ سہولیات بھی فراہم کی گئیں۔

یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ کچھ معاملات میں جن تحویلداران کو برخاست یا معطل کیا گیا تھا، انہیں کلکٹر کے حکم سے بحال کیا گیا تھا۔ مثال کے طور پر، ٹجری آفیسر، اعظم گڑھ کے 14 اگست 1948 کے حکم کے تحت، یہ درج کیا گیا تھا کہ کلکٹر کے حکم کے تحت نونیدھ پرساد، تحویلدار، پھول پور (معطلی کے تحت) کو چارج سنبھالنے کی تاریخ سے بحال کر دیا گیا تھا۔ ضلع مجسٹریٹ، الہ آباد کی طرف سے 1952 میں ایک حکم بھی منظور کیا گیا ہے جس میں ہنڈیا ذیلی خزانے میں تحویلدار کے طور پر کام کرنے والے گنیش پرساد کو کمبھ میلہ ڈیوٹی کے لیے تعینات کیا گیا ہے۔ 12 اپریل 1948 کو ضلع مجسٹریٹ کی طرف سے تحویلدار گنیش پرساد کے خلاف نامناسب طرز عمل کے لیے کی گئی تادیبی کارروائی کا ریکارڈ بھی موجود ہے۔

اس لیے ریکارڈ سے یہ واضح ہے کہ تحویلداران کو سرکاری خزانوں میں کیشیئر کے فرائض کی انجام دہی کے لیے مقرر کیا گیا تھا۔ ان کی تقرری سرکاری خزانچی نے ضلع کلکٹر کی منظوری سے کی تھی، لیکن یہ عوامی فرائض کی انجام دہی کے لیے کی گئی تھی، اور انہیں معاوضہ براہ راست ریاست کے ذریعے ادا کیا جاتا تھا۔ تحویلداران کلکٹر کے حکم کے تحت منتقل ہونے اور اس کے حکم کے تحت معطل یا ملازمت سے ہٹائے جانے کے ذمہ دار تھے۔ پہلے سے مذکور ایک مثال سے پتہ چلتا ہے کہ ایک تحویلدار جسے خزانچی نے معطل کر دیا تھا، کلکٹر نے اسے بحال کرنے کا حکم دیا تھا۔ ان حالات سے ہی اتر پردیش کی حکومت اور تحویلداران کے درمیان تعلقات کا پتہ لگانا پڑتا ہے۔

آیا کسی دیئے گئے معاملے میں مالک اور نوکر کا رشتہ موجود ہے، یہ حقیقت کا سوال ہے، جس کا تعین اس سوال پر اثر انداز ہونے والے تمام مادی اور متعلقہ حالات پر غور کرنے پر کیا جانا چاہیے۔ آجر کے ذریعہ عام انتخاب میں، اس کی طرف سے معاوضے یا اجرت کی ادائیگی کے ساتھ، کام کے طریقہ کار پر قابو پانے کا حق، اور ملازمت سے معطل یا ہٹانے کا اختیار مالک اور نوکر کے تعلقات کی نشاندہی کرتے ہیں۔ لیکن ان تمام اشاروں کے بقائے باہمی کی پیش گوئی ہر معاملے میں مالک اور نوکر کے رشتے کو ایک بنانے کے لیے نہیں کی جاتی ہے۔ ملازمت کی خصوصی کلاسوں میں، ان میں سے ایک یا زیادہ اشارے کی عدم موجودگی میں بھی خدمت کا معاہدہ موجود ہو سکتا ہے۔ لیکن عام طور پر کسی آجر کا کام کرنے کے طریقہ کار کو کنٹرول کرنے کا حق، اور نگرانی اور کنٹرول کی طاقت کو مالک اور نوکر کے تعلقات کی مضبوطی سے نشاندہی کے طور پر سمجھا جا سکتا ہے، کیونکہ اس سلسلے میں نہ صرف کچھ کام کرنے کی ہدایت کرنے کا اختیار ہوتا ہے، بلکہ اس طریقے کو بھی ہدایت کرنے کا اختیار ہوتا ہے جس میں کام کیا جانا ہے۔ اگر آجر کے پاس طاقت ہے، تو پہلی نظر میں، رشتہ مالک اور نوکر کا ہے۔

سرکاری خزانوں کا کام حکومت کی طرف سے بنائے گئے قواعد وضوابط اور وقتاً فوقتاً جاری کردہ ہدایات کے مطابق انجام دیا جانا چاہیے۔ سرکاری خزانچی عوامی ملازمت میں ایک عہدے پر فائز ہوتا ہے اور اس کے فرائض کی انجام دہی میں تحویلداران اس کی مدد کرتے

ہیں۔تحویلدار اپنے فرائض کی انجام دہی میں خزانچی کی طرف سے نہیں بلکہ ریاست کی طرف سے کام کرتا ہے۔ بلاشبہ خزانچی اس نقصان کی ذمہ داری قبول کرتا ہے جو کہ تحویلدار کی طرف سے ہو سکتا ہے،لیکن صرف اسی وجہ سے یہ نہیں مانا جا سکتا کہ تحویلدار محض خزانچی کا مقرر کردہ ہے اور وہ ریاست کا نوکر نہیں ہے۔تحویلدار کا انتخاب اگرچہ خزانچی کرتا ہے لیکن کلکٹر اسے کنٹرول کرتا ہے؛ تحویلدار کو ریاست معاوضہ دیتی ہے، اس کے کام کا طریقہ کار ریاست کے زیر انتظام ہوتا ہے، اور ریاست اسے معطل کرنے، برخاست کرنے اور بحال کرنے کے اختیارات کا استعمال کرتی ہے۔شیوانند شرما بمقابلہ پنجاب نیشنل بینک لمیٹڈ (1)1995 SCR 1427 میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ پنجاب نیشنل بینک لمیٹڈ کی شاخوں میں سے ایک میں ہیڈ کیشیئر، جسے بینک کے ساتھ اتفاق رائے کے تحت محکمہ کیش کے انچارج خزانچی نے مقرر کیا تھا، بینک کا ملازم تھا۔عدالت کے خیال میں، کیشیئر اور کیش ڈیپارٹمنٹ کے انچارج وزارتی عملے کی ہدایت اور کنٹرول، بینک مکمل طور پر بینک میں شامل ہونے کی وجہ سے، کیشیئر کو بینک کا ملازم سمجھا جانا چاہیے۔سنہا جسٹس نے صفحہ 1442 پر مشاہدہ کیا:

"اگر کوئی مالک کسی نوکر کو ملازمت دیتا ہے اور اسے کسی خاص کام کے لیے کئی افراد کو ملازمت دینے کا اختیار دیتا ہے اور نقد ادائیگی کے لیے ان کی وفاداری اور کارکردگی کی ضمانت دیتا ہے، تو نوکر کی طرف سے اس طرح مقرر کردہ ملازمین مالک کے آجر، نوکروں کے برابر ہوں گے۔"

اسی طرح دھرنگ دھارا کیمیکل ورکس لمیٹڈ بمقابلہ۔۔ریاست سوراشٹر (سوراشٹر) .152. SCR [1957] میں منقد ہوا کہ "مالک اور نوکر کے تعلقات" کا اولین امتحان آجر میں حق کا وجود ہے نہ صرف یہ ہدایت کرنا کہ کیا کام کرنا ہے بلکہ اس طریقے کو بھی کنٹرول کرنا ہے جس میں اسے کیا جانا ہے، اس طرح کے کنٹرول کی نوعیت یا حد مختلف صنعتوں میں مختلف ہوتی ہے اور اس کی نوعیت واضح طور پر بیان کرنے سے قاصر ہوتی ہے۔"میسرز پیارے لال ادیشور لال کی بامقبلہ دی کمشنر آف انکم ٹیکس، دہلی (1960.3.SCR.669) میں یہ قرار دیا گیا تھا کہ بینک کی طرف سے مقرر کردہ خزانچی، جسے بینک کی ہدایت کے مطابق فرائض انجام دینے تھے، بینک کا ملازم تھا، نہ کہ ایک آزاد ٹھیکیدار۔

سرکاری خزانچی ریاست کا ایک سرکاری ملازم ہوتا ہے جو ایک مخصوص عہدے پر فائز ہوتا ہے، اور اسے اپنی ملازمت کی شرائط کے مطابق اپنے فرائض کی انجام دہی میں مدد کے لیے تحویلداران کو ملازمت دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔تحویلداران کو معاوضے کی ادائیگی ریاست کے "ضلعی ٹجری کے کیشیئر ڈپارٹمنٹ" میں فراہم کی جانے والی خدمات کے لیے ہوتی ہے۔تحویلداران اپنا معاوضہ براہ راست ریاست سے وصول کرتے ہیں، اور منتقلی، ہٹانے اور تادیبی کارروائی کے معاملے میں ضلعی افسران کے کنٹرول کے تابع ہوتے ہیں۔تحویلداران کی ملازمت ریاست کے کام کو انجام دینے کے مقصد سے ہونے کی وجہ سے، اگرچہ ایک حد تک کنٹرول سرکاری خزانچی کے ذریعے استعمال کیا جاتا ہے اور تقرری سب سے پہلے خزانچی کے ذریعے ضلعی افسران کی منظوری کے ساتھ کی جاتی ہے، یہ ماننا ضروری ہے کہ تحویلداران آئین کے آرٹیکل 311 کے تحفظ کا حقدار ہے۔

سنگھ کو ملازمت سے ہٹانے کا حکم کلکٹر کے کہنے پر دیا گیا تھا، اور یہ آئین کے آرٹیکل 311(2) کے تقاضوں کے مطابق نہیں تھا اور

اس وجہ سے غلط تھا۔

اس لیے ہم ہائی کورٹ سے اتفاق کرتے ہیں کہ اعتراض شدہ حکم کو غلط قرار دیا جانا چاہیے۔

اپیل ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ مسترد کر دی جاتی ہے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Meraj U Din Sofi
2024.04.02 15:04
I attest to the accuracy and
integrity of this document